روانڈا افریقہ میں مسلمانوں کا قتل عام

از- مولانا خالد کمال مبارکپوری، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

روانڈا اور اورانڈی مشرقی افریقہ کے دو صوبے تھے جنھیں اقوام متحدہ نے بلجیم کی ماتحتی میں رکھ چھوڑا تھا۔ معاہدہ کے مطابق ۱ر جولائی سنہ ۱۹۶۲ء میں دونوں آزاد ہوئے۔ روانڈا کا نام جمہوریہ روانڈا رکھا گیا البتہ اورانڈی کا نام بدل کر بورنڈی کر کے اس کے نام پر جمہوریہ بورنڈی رکھا گیا۔

جمہوریہ روانڈا افریقہ کے مشرق وسطی علاقہ میں واقع ہے شمال میں اوگنڈا، مشرق میں تنجانیکا، مغرب میں کانگو، اور جنوب میں بحر تنجانیکا تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کا رقبہ ۱۰۱۶۶ مربع میل اور آبادی سنہ ۱۹۶۰ء کی مردم شماری کے مطابق ..... ۲۵ افراد پر مشتمل ہے، اس کے دارالسلطنت کا نام کیجال ہے۔

اس حکومت کے تین قبائل باتوا، وتوسی، باہاتو، ہی اصلی باشندے شمار کئے جاتے ہیں۔ یہاں کی پیداوار میں قہوہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس حکومت کو اقوام متحدہ کی طرف سے امداد کے طور پر قرضے اور ماہرین اقتصادیات ملتے ہیں اکتوبر سنہ ۶۰ء میں یہاں کی پہلی مجلس قانون ساز بنائی گئی اس مجلس نے ۲۸ جنوری سنہ ۶۱ء کو جمہوریہ روانڈا کی آزادی اور قیام کا اعلان کیا اور جریجوار کایبانڈا کو وزیر اعظم مقرر کیا۔

جمہوریہ بورنڈی کو بھی شمال میں اوگنڈا، مشرق میں تنجانیکا، مغرب میں کانگو اور جنوب میں بحر تنجانیکا گھیرے ہوئے ہے۔ اس کا رقبہ ۱۰۷۴۴ مربع میل اور آبادی ..... ۲۵ نفوس پر مشتمل ہے اس کی راجدھانی کا نام ازمبورا ہے۔ اس کی اصلی آبادی بھی انھیں تینوں قبیلوں پر مشتمل ہے۔ اس کی بھی اہم پیداوار قہوہ ہی ہے سنہ ۱۹۶۲ء میں تقریباً پچیس ہزار ٹن قہوہ برآمد کیا گیا تھا۔ اقوام متحدہ کی طرف سے اس کو قرضہ اور ماہرین اقتصادیات کی شکل میں امداد ملتی رہی۔ وتوسی قبیلہ کا سب

بوڑھا سردار یا جایا اس حکومت کا بادشاہ چنا گیا ہے۔

آج سے تقریباً چار سو سال پہلے حبشہ کے ایک مسلمان قبیلہ "وتوسی" کو انہیں مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا جن کا آج کرنا پڑ رہا ہے، جب حبشہ کے مشرکین کے جور و ستم حد سے آگے بڑھ گئے اور اس قبیلہ کے مسلمان برداشت کی قوت کھو بیٹھے تو ان کے سامنے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں رہ گیا کہ وہ اپنے دین اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے روانڈی۔ اور انڈی کے علاقہ کی طرف ہجرت کر جائیں، چنانچہ ایک بڑی تعداد نے ہجرت کر دی اس ہجرت کے ساتھ قبائل میں ہلال کی مشرق سے مغرب کی کیجانے والی تاریخی ہجرت کی یاد تازہ ہو گئی، یہاں پہونچکر ان مسلمانوں کو اطمینان و سکون نصیب ہوا اور وہ اس علاقہ کے دونوں قبیلہ (باہاتو اور باتوا) میں گھل مل گئے چونکہ یہ مہاجرین مسلمان وہاں کے اصلی باشندوں کے مقابلہ میں مہذب اور متمدن تھے لہذا اس تہذیب تمدن کے ارتقاء نے اصلی باشندوں میں ان مسلمان مہاجرین کو محترم و مکرم بنا دیا یہاں تک کہ یہاں کی حکومت بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں دیدی، اس طرح ان مہاجرین کے ہاتھوں اس علاقہ میں اسلام کا داخلہ ہو گیا۔ پھر مہاجرین مسلمان (قبیلہ وتوسی) لمبے تڑنگے اور جسمانی ساخت کے اعتبار سے نہایت پرکشش اور حسن و خوبصورتی میں بھی ضرب المثل تھے جبکہ وہاں کے اصلی باشندے اسکے بالکل برعکس قدرتی حسن و جمال اور جسمانی خوبصورتی سے محروم تھے۔

افریقہ کے دوسرے علاقوں کی طرح جب اس علاقہ میں بھی استعمار کا دیو گھسا تو اُسنے یہاں کے برسر اقتدار قبیلہ (وتوسی جو مہاجرین مسلمانوں پر مشتمل تھا) سے اقتدار چھین کر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پرانی استعماری پالیسی کے مطابق مذہبی تفریق اور مواطنین و مہاجرین کی تقسیم شروع کر دی اور ساتھ ہی مسلمانوں کے قبضہ سے ان کی زرخیز اور قابل کاشت زمین نکال کر خود ہتھیالی، استعمار کے پیچھے چور دروازے سے عیسائی مشنریاں بھی گھس آئیں اور ۱۹۵۹ء سے باقاعدہ استعمار کی اس چھوٹی بہن نے اپنی کاروائی شروع کر دی سب سے پہلا کارنامہ وہاں کے اصل باشندوں کو مسلمان مہاجرین کے خلاف بھڑکانے سے شروع کیا گیا نتیجہ کے طور پر وہاں کے باشندوں نے اپنے مسلمان حاکم کے مزید چھ ہزار مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جسے دیکھکر ڈیڑھ لاکھ مسلمان تنجانیکا، یوگنڈا، کانگو، کی طرف بھاگ گئے جہاں اقوام متحدہ نے انہیں پناہ گزینوں کے کیمپ میں رکھا۔

بلجیمی استعمار کے دور میں عیسائی مشنریوں نے روانڈا، اور انڈی کے باشندوں کی ایک بڑی تعداد کو عیسائی بنایا اور اپنا ہاتھ خوب مضبوط کیا، چونکہ یہ مشنریاں کیتھولک فرقہ کی طرف سے بھیجی گئی تھیں جو عیسائیوں کا سب سے زیادہ فرقہ پرست، متعصب اور اسلام و مسلمان کا جانی دشمن ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ وہ براہ راست روم کے پاپا کے تابع ہوتا ہے اس لئے وہاں کے مسلمانوں کو ہر آزمائش کے دور سے گذرنے کے بعد بھی سکون نہ ملا اور مجبوراً وہ علاقہ چھوڑ کر آس پاس کے ملکوں میں چلے گئے اور اس درمیان میں ان پر جو کچھ گذری انسانیت کی پیشانی پر ایک بدنما داغ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس طرح مسلمانوں کو یہ علاقہ چھوڑ کر آس پاس کے

ملکوں میں پناہ لینی پڑی۔ جو ان کے لئے جہنم سے بھی زیادہ دردناک اور تکلیف دہ بن گیا تھا

بلجیمی عہدنامہ کے مطابق یکم جولائی ۱۹۶۲ء کو بلجیمی اقتدار ختم ہو گیا اور دونوں صوبے دو حکومت کی شکل میں ظاہر ہوئے روانڈا نے جمہوریت کو انتخاب کیا اور دوسرا حصہ اورانڈی جو بعد میں بورانڈی کے نام سے مشہور ہوا ملکی نظام کو پسند کیا۔ بلجیمی تسلط ختم ہونے اور دونوں صوبوں کو دو حکومت میں منقسم ہو جانے کے بعد بھی بلجیموں کے دل میں مسلمانوں کے خلاف بغض و حسد اور عناد و نفرت کی بھڑکی ہوئی آگ سرد نہیں ہوئی۔ چنانچہ جب وہ یہاں سے رخصت ہونے لگے تو باہاتو اور باتوا قبائل کے لوگوں کو مسلح کر دیا اور اپنے تمام اسلحہ ان کو اور عیسائی مشنریوں کو دیدیا تاکہ وہ ان کے ذریعہ نہتے مسلمانوں کو قتل و غارت گری کا نشانہ بنائیں اور دلی بغض و عداوت کے دوش بدوش ان آتشیں اسلحوں کو بھی استعمال کیا کریں۔ مبصرین کا خیال تھا کہ استعمار کا جنازہ نکلنے کے بعد دونوں ملکوں میں امن و امان ہو جائے گا اور فریقین کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دور ہو جائیں گی لیکن نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا اور وہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کے ساتھ ایسی بربریت اور قساوت قلبی کا ثبوت دیا کہ روانڈی میں مقیم ایک یورپی باشندے کی اصطلاح میں چند ہفتوں میں روانڈی کی حکومت پانچ سو برس پیچھے ہو گئی۔

کیتھولک عیسائی جیر یجوار وزیر اعظم جمہوریہ روانڈا کی حکومت کی شہ پاکر عیسائی مشنریوں کے چکر میں پڑ کر وہاں کے اصلی باشندوں نے مسلمانوں کی عداوت اور قتل و غارت گری پر کمر باندھ لی اور مسلمانوں کی دشمنی کا سودا ان کے سر میں اس طرح سرایت کر گیا کہ ہسٹریا اور اس میں کوئی فرق نہیں رہ گیا۔ مسلمان دشمنی کے اس ہسٹریائی دورے نے خون کے دریا بہا دئے جن میں اپنے ہی ہم وطنوں کے سر اور تن نظر آرہے تھے۔ ان ہسٹریا زدہ ظالموں کا شعار یہ تھا کہ: "اپنے پڑوسیوں (مسلمانوں) کو قتل کرو" ۔۔۔

۲۳ ستمبر ۱۹۶۳ء کو جمہوریہ روانڈا کے تقریباً تمام شہروں میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا، خاص کر کیمانی، کرآ، نیانزا، اسٹریدہ، رمقانہ، کیبنی اور رہنقیرہ میں توباہاتو قبیلہ کے لوگ پولیس کی مدد سے مسلمان مرد، عورت بوڑھا بچہ ہر ایک کو الگ الگ پکڑ کر موٹروں میں بھرتے اور انہیں عذاب گاہ پر لیجا کر کوڑے مارتے اور طرح طرح کے عذاب دیتے اور قتل کرنے کے جتنے وحشی طریقے ایجاد ہو سکتے تھے ایجاد کرتے۔ کبھی تو ان کو زندہ دفن کر دیتے کبھی دیو ہیکل مگرمچھ سے بھرے ہوئے دریا اور سمندروں میں پھینک دیتے جو چشم زدن میں ان بھوکے جانوروں کی خوراک بن جاتے۔ یا پھر زندہ جلا دیتے تھے۔ اور کبھی کبھی مہربانی پر اتر آتے تھے اور سامنے کھڑا کر کے گولی سے بھون دیتے۔ اس قتل عام میں عرب مسلمان بھی برابر کے شریک ہوئے، چنانچہ ایک عرب مسلمان کے چھ بڑے چھوٹے لڑکے بھی بربریت کا نشانہ بنے۔ ان بدقسمت مسلمانوں میں سے ایک جو اس انسانی جہنم سے بچ نکلا اس کے بیان کے مطابق کم از کم دس ہزار مسلمان ان وحشیوں کی بربریت کا شکار ہو چکے ہیں۔

نیویارک کے ایک نامہ نگار نے وزیر اعظم جیر یجوار کا بیان اس سے پوچھا کہ مسلمانوں کے قتل عام کا یہ سلسلہ کب تک

جاری رہے گا؟ اس کے جواب میں وزیراعظم نے بتلایا کہ ابتک صرف ساڑھے سات سو مسلمان قتل ہوئے ہیں پھر مسلمانوں کو باہر سے امداد مل رہی ہے. ہمارے پاس ماسکو اور پیکین کی بعض ایسی شہادتیں موجود ہیں. نامہ نگار نے دوسرا سوال کیا کہ آپ ان باقی ماندہ مسلمانوں کو ملک چھوڑ کر جانے کیوں نہیں دیتے؟ اس کا جواب بڑی سادگی سے ان الفاظ میں دیا کہ جماعتی طور پر ہجرت کرنے کی اجازت دینا مناسب نہیں ہے. نیوز ویک کے اس نامہ نگار نے آخر میں لکھا ہے کہ اگر اقوام متحدہ نے دلچسپی نہ لی اور افریقہ کے دوسرے ممالک نے کوئی توجہ نہ دی جیسا کہ ابتک ہو رہا ہے تو پھر اس کا انجام ایک خوفناک تباہی و بربادی کی شکل میں برآمد ہوگا خاص کر ایک لاکھ مسلمان (قبیلہ توسی) جو وہاں موجود ہیں ان کے لئے بڑا خطرہ ہے.

ہم افریقہ کے ان تینتیس[۳۳] حکومتوں سے پوچھتے ہیں جو گذشتہ دنوں تنجانیکا کے دارالسلطنت دارالسلام میں کیتھولک مسیحی جیولیوس نیوریری صدر جمہوریہ تنجانیکا کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوئے تھے کہ کیا یہ سارے افریقی سربراہ کارڈینل افریقی سے ڈر گئے جو دارالسلام میں اپنی مذہبی گدی پر بیٹھا ہوا ہے؟ یا ان ارباب حل و عقد نے چاپلوسی اور ضیافت کے آداب کا پاس و لحاظ رکھکر ہزاروں گھر بار لٹے ہوئے بھائیوں سے بدسلوکی کی؟ کیا ان کی ناک میں ان ہزار ہا نعشوں کی بدبو نہیں آرہی تھی جو ان سے صرف سو دو سو کیلو میٹر دور پڑی سڑ گل رہی تھیں؟ کیا ان کے دل ذرا بھی نہیں پسیجے کہ وہ تھوڑی زحمت کر کے پناہ گزینوں کے کیمپ کا معائنہ کریں.

بعض قارئین کرام کو ممکن ہے یہ خیال پیدا ہو کہ ہم اس تصویر کے رنگ و روغن بھرنے میں مبالغہ سے کام لے رہے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس تصویر کے باوجود ہم کو اقرار ہے کہ ہم نے ان کی صحیح تصویر نہیں کھینچی.

(روزنامہ البلاد جدہ)